نابالغ بچے کو ملنے والے گفٹ پر ماں کا قبضہ کافی ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:Fsd-9002 تاریخ:22-07-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میری والدہ نے میری نا سمجھ نابالغہ بیٹی کو سونے کی چوڑی گفٹ کی اور میری زوجہ نے مجھے بتائے بغیر بیٹی کی طرف سے اس پر قبضہ کر لیا، مجھے نہیں بتایا، میں فی الحال کافی مشکلات میں گِھرا ہوا ہوں، مجھے جب یہ معلومات ملی، تو میں نے گھر والی کو کہا کہ یہ چوڑی مجھے دے دو، تاکہ میں اس سے فی الحال اپنا مسئلہ حل کر سکوں، تو اس نے کہا کہ یہ ہماری نابالغ بچی کی مِلک ہے، ہم اس کو استعمال نہیں کر سکتے، برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں کہ وہ چوڑی میری بیٹی کی مِلک ہو چکی یا نہیں؟ اور کیا میں اس کو اپنے کام میں لا سکتا ہوں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

بیان کردہ صورت میں وہ چوڑی آپ کی نابالغہ بیٹی کی مِلک نہیں ہوئی، بلکہ آپ کی والدہ ہی کی مِلک میں ہے، والدہ کی اجازت کے بغیر آپ اس چوڑی میں کوئی بھی ذاتی تصرف نہیں کر سکتے۔

مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ کسی کو اپنی چیز کا بغیر عوض مالک بنانا، شرعی اصطلاح (Term) میں "ہبہ" (تحفہ، Gift) کہلاتا ہے اور ہبہ کے درست اور مکمل ہونے کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ ہبہ کی جانے والی چیز موہوب لہ (یعنی جس کو وہ چیز گفٹ کی ہے، اس) کے قبضے میں

دیدی جائے، اگر واہب (گفٹ کرنے والے) نے موہوب لہ کو قبضہ نہیں دیا، تو ہبہ مکمل نہیں ہو گا، بلکہ موہوبہ چیز (یعنی جو چیز گفٹ کی جارہی ہے، وہ) دینے والے کی ملکیت پر باقی رہے گی اور اگر نا سمجھ، نابالغ بچے، بچی کو تحفہ دیا جائے اور دینے والا شخص بچے کا والد، وغیرہ سرپرست کے علاوہ کوئی اور ہو، تو بچے کے والد کے موجود ہونے کی صورت میں بچے کی طرف سے اسی کا قبضہ کرنا ضروری ہے، والد کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر بچوں کی والدہ یا کسی اَور کے قبضہ کر لینے سے ہبہ مکمل نہیں ہو گا (یاد رہے! یہاں والد کی موجودگی سے مراد موقع پر پاس ہونا نہیں، بلکہ غیبتِ غیر منقطعہ بھی حاضر ہونے کے تحت شامل ہو گی، یعنی اگرچہ فی الحال پاس موجود نہیں، لیکن یہ معلوم ہے کہ کہاں ہے، کب آئے گا)، لہٰذا پوچھی گئی صورت میں جب بچی کی طرف سے آپ کی اجازت کے بغیر آپ کی زوجہ نے سونے کی چوڑی پر قبضہ کیا، تو ہبہ مکمل نہ ہوا، بلکہ وہ چوڑی آپ کی والدہ کی ملکیت پر ہی باقی ہے، آپ کی والدہ اپنی سونے (Gold) کی چوڑی کے متعلق خود مختار ہیں، خواہ آپ کو دیں یا اپنے استعمال میں لے آئیں، والدہ کی اجازت کے بغیر آپ اس چوڑی کو اپنے استعمال میں نہیں لا سکتے۔

ہبہ کی تعریف کے متعلق درمختار میں ہے: ”تمليك العين مجانا أي بلا عوض“ ترجمہ: بغیر عوض دوسرے کو کسی چیز کے عین کا مالک بنانا (ہبہ کہلاتا ہے)۔

(درمختار، کتاب الھبۃ، جلد8، صفحہ567، مطبوعہ کوئٹہ)

ہبہ درست ہونے کے لیے قبضہ ضروری ہونے کے متعلق حدیثِ پاک میں ہے کہ امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں: ”إن أبا بكر الصديق كان نحلها جاد عشرين وسقا من ماله بالغابة. فلما حضرته الوفاة، قال: والله يا بنية ما من الناس أحد أحب إلي غنى بعدي منك. ولا أعز علي فقرا بعدي منك. وإني كنت نحلتك جاد عشرين وسقا. فلو كنت جددتيه واحتزتيه كان لك . وإنما هو اليوم مال وارث. وإنما هما أخواك وأختاك، فاقتسموه على كتاب الله“ ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے غابہ کے مقام

پر ان (یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا) کو کھجوروں کے کچھ درخت ہبہ (گفٹ) کیے تھے، جن سے بیس وسق کھجوریں آتی تھیں، جب حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کا وقتِ وصال آیا، تو آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اے میری بیٹی! خدا کی قسم مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے بعد کوئی اور تم سے زیادہ غنی ہو اور میرے بعد تمہارے علاوہ کسی کی تنگدستی مجھ پر گراں نہیں ہے، میں نے تمہیں کچھ درخت گفٹ کیے تھے۔ اگر (اُس وقت) تم نے ان پر قبضہ کر لیا ہوتا، تو وہ تمہارے ہو جاتے اور (چونکہ اُس وقت تم نے قبضہ نہیں کیا، اس لیے اب وہ تمہاری ملک نہیں ہیں، بلکہ) آج وہ وراثت کا مال ہے، تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں، لہٰذا تم لوگ اسے قرآنِ پاک (میں بیان کردہ وراثت کے قوانین) کے مطابق تقسیم کر لینا۔

(موطا امام مالک، کتاب الاقضیۃ، باب مالا یجوز من النحل، جلد2، صفحہ752، بیروت)

ہبہ کے تام و مکمل ہونے کے لیے قبضہ دینا شرط ہونے کے متعلق ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 587ھ / 1191ء) **لکھتے ہیں:** "قال عامة العلماء شرط والموهوب قبل القبض على ملك الواهب يتصرف فيه كيف شاء... (ولنا) إجماع الصحابة رضي الله عنهم وهو ما روينا أن سيدنا أبا بكر وسيدنا عمر رضي الله عنهما اعتبرا القسمة والقبض لجواز النحلى بحضرة الصحابة ولم ينقل أنه أنكر عليهما منكر فيكون إجماعا وروي عن سيدنا أبي بكر وسيدنا عمر وسيدنا عثمان وسيدنا علي وابن عباس رضي الله عنهم أنهم قالوا لا تجوز الهبة إلا مقبوضة محوزة ولم يرد عن غيرهم خلافه" ترجمہ: اکثر علماء نے فرمایا کہ **(ہبہ میں قبضہ) شرط ہے اور موہوبہ شے قبضہ سے پہلے، تحفہ دینے والے کی ملکیت پر باقی ہوتی ہے، وہ جیسے چاہے اس میں تصرف کر سکتا ہے**، اور (اس مسئلہ میں) ہماری دلیل صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا اجماع ہے اور وہ روایت یہ ہے کہ حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق اور سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے صحابہ کرام کی موجودگی میں تحفے کے جواز کے لیے قبضے اور تقسیم کاری کو معتبر (یعنی ضروری) مانا اور کسی بھی صحابی

نے ان حضرات پر اعتراض نہیں کیا، تو یوں اجماع ہو گیا اور سیّدنا ابو بکر، سیّدنا عمر، سیّدنا عثمان، سیّدنا علی المرتضیٰ اور سیّدنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ عَنۡھُم بیان فرماتے ہیں کہ موہوبہ چیز کو اپنی ملکیت سے جدا کیے بغیر اور قبضہ دیئے بغیر ہبہ جائز نہیں ہو گا اور اس معاملے میں دیگر صحابہ کرام میں سے کسی کا اختلاف بھی وارد نہیں ہے۔

(بدائع الصنائع، کتاب الھبۃ، فصل فی شرائط الھبۃ، جلد8، صفحہ105، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”لا يثبت الملك للموهوب له إلا بالقبض هو المختار “ترجمہ: قبضہ کے بغیر موہوبہ چیز میں موہوب لہ کی مِلک ثابت نہیں ہوتی، یہی مختار ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری، کتاب الھبۃ، جلد4، صفحہ378، مطبوعہ کوئٹہ)

نابالغ کی طرف سے اس کے ولی کا قبضہ کرنا ضروری ہے اور والد موجود ہو، تو وہ ہی ولی ہے، چنانچہ مختصر للقدوری، ھدایہ، بنایہ، فتح القدیر، کنز الدقائق، تبیین الحقائق، بحر الرائق، درمختار وغیرہا کتبِ فقہ میں ہے، واللفظ للبحر: ”(قوله وإن وهب له أجنبي يتم بقبض وليه) لأن للولي ولاية التصرف في ماله وقبضها منه أراد بالولي هنا واحدا من أربعة وهو الأب ووصيه والجد ووصيه على هذا الترتيب وأطلقه فشمل ما إذا كان في حجره أو لا ولا يجوز قبض غير هؤلاء الأربعة مع وجود واحد منهم سواء كان الصغير في عيال القابض أو لم يكن وسواء كان ذا رحم محرم أو أجنبيا “ ترجمہ: مصنف عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ کا قول: ”اگر نابالغ کو اجنبی نے کوئی چیز ہبہ کی، تو اس کے ولی کے قبضہ سے ہبہ مکمل ہو گا۔“ یہ اس لیے کہ نابالغ کے مال میں ولی کو ہی تصرف کی اجازت ہے اور وہی اس کی طرف سے قبضہ کرے گا، یہاں ولی سے مراد چار افراد میں سے ایک ہے، یعنی باپ، باپ کا وصی، دادا اور دادا کا وصی، اسی ترتیب کے مطابق۔ اور مصنف عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ نے ولی کو بغیر کسی قید کے ذکر کیا، تاکہ یہ دونوں صورتوں یعنی بچہ ولی کی پرورش میں ہو یا نہ ہو، کو شامل ہو جائے۔ جب تک ان چاروں میں سے کوئی ایک بھی موجود ہے، بچے کی طرف سے کسی اور

کا قبضہ کرنا جائز اور کافی نہیں، خواہ قبضہ کرنے والے کی پرورش میں بچہ ہو یا نہ ہو، خواہ قبضہ کرنے والا (ماں وغیرہ) محرم رشتہ دار ہو یا کوئی اجنبی ہو (بہر صورت ان کا قبضہ کافی نہیں)۔

(البحر الرائق، کتاب الھبۃ، جلد 7، صفحہ 288، مطبوعہ دار الکتاب الاسلامی)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت الشاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1340ھ / 1921ء) سے نواسی کی طرف سے نانی کے ہبہ پر قبضہ کرنے کے متعلق سوال ہوا، تو آپ رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جواباً ارشاد فرمایا: "اگر نواسی اس کے قبضہ میں نہ ہو، تو باپ کے ہوتے نانی وغیرہ کسی کا قبضہ جائز نہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد 19، صفحہ 340، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

15 محرم الحرام 1446ھ / 22 جولائی 2024ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے